جناب تسلیم احمد ایم اے

قادیانیوں اور سکھوں کا گٹھ جوڑ

پاکستان کی سالمیت اور اس کے استحکام کے خلاف قادیانیوں کا سکھوں سے گٹھ جوڑ موضوعِ بحث بنا ہوا ہے۔ آغا شورش کاشمیری نے اپنے فاضلانہ مقالے عجمی اسرائیل میں اس پر روشنی ڈالی ہے۔ موضوع کی اہمیت کے لحاظ سے اس پر مزید تحقیق ضروری ہے تاکہ یہ سازش پوری طرح بے نقاب ہو سکے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے دعاوی سے قبل سکھوں کے قادیان کے مسلمانوں سے اچھے تعلقات تھے لیکن مرزا صاحب کے دعاوی اور ان کی اشتعال انگیز تحریروں کی وجہ سے فاصلے بڑھنے لگے۔ آپ نے سکھ رہنماؤں کو اوٹ پٹانگ چیلنج دیئے اور ست بچن جیسی کتابیں تصنیف کر کے مستقل فساد کی بنیاد رکھ دی۔ مرزا صاحب کی وفات کے بعد مولوی نورالدین اور مرزا محمود کے زمانے میں تعلقات کشیدہ رہے۔ البتہ جہاں کہیں مسلمانوں کے خلاف تحریک اور برطانوی سامراج کے حق میں کام کرنے کی ضرورت پڑتی قادیانیوں نے سکھوں سے اشتراک کیا۔

۱۹۴۰ء کی قرارداد لاہور کے بعد مسلم لیگی زعماء پاکستان کا پرزور مطالبہ کرنے لگے۔ یہ مطالبہ تقویت پکڑنے لگا اور مسلمانوں کی اکثریت ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو گئی۔ اس سلسلے میں برطانوی وفود ہندوستان آتے رہے اور حکومت برطانیہ کا نقطہ نگاہ پیش کرتے رہے۔ ۱۹۴۵ء کے لگ بھگ جبکہ تحریک آزادی آخری مراحل میں داخل ہو گئی تھی۔

قادیانیوں نے درپردہ قادیان کو ایک خود مختار صوبہ بنانے کی سازش کی۔ اس صوبے کی پنجاب میں وہی حیثیت قرار دی گئی۔ جو اٹلی میں یورپ کے دار الخلافہ ویٹیکن کو حاصل ہے قادیانیوں نے اپنی سٹیٹ میں دریائے بیاس سے لے کر پوری بٹالہ تحصیل اور گورداسپور تحصیل کا ایک بڑا حصہ شامل کیا اور مرزا محمود نے اپنے لیے مذہبی پیشوا یعنی خلیفہ المسیح ثانی کے علاوہ گورنر کا عہدہ تجویز کیا۔ اس مطالبہ کو میمورنڈم کے طور پر کشمیر کی قادیانی جماعت نے قائداعظم کی خدمت میں پیش کیا اور مسلم لیگ کو تجویز پیش کی کہ اگر قادیانی سٹیٹ کو مان لیا جائے تو وہ آئندہ الیکشنوں میں ۴۶/۴۵ ۱۹ء میں ہونے والے ہیں مسلم لیگ کی حمایت کریں گے[1] اس مطالبہ کی غرض وغایت نہ تھی کہ اگر پاکستان بن جائے تو قادیانی اپنی مرکز سے جدا نہ ہو سکیں اور پنجاب میں ایک خود مختار یونٹ کے طور پر سیاسی ترقی کر سکیں۔ دوسرے یہ مطالبہ اس لیے بھی ضروری تھا کہ سکھ خالصتان اور سکھ سٹیٹ جیسی سکیمیں پیش کر رہے تھے[2] اور برطانوی حکومت سکھوں کے سابقہ سیاسی کردار کے پیش نظر ان سے ہمدردانہ سلوک کر رہی تھی۔

سکھوں نے خالستان کی ایک سکیم تیار کر کے برطانوی وزیراعظم مسٹر اٹیلی کو روانہ کی اور اپنے سیاسی حقوق کے تحفظ کا مطالبہ کیا۔ اس سکیم کا کسی طور پر قادیانیوں کو بھی علم ہو گیا۔ قادیانیوں نے بھی اپنا ایک میمورنڈم تیار کیا جس میں قادیانی سٹیٹ کے قیام کی غرض وغایت درج تھی اور اپنی پچاس سالہ سامراج نوازی اور ملت اسلامیہ سے غداری کے واقعات درج تھے۔ اس میمورنڈم کو اعلیٰ برطانوی مدبروں تک پہنچانے کا فریضہ لندن مسجد کے امام مولوی جلال الدین شمس قادیانی نے ادا کیا۔ اس زمانے (۱۹۴۵) میں ظفر اللہ دوسری بار لندن گئے۔ پہلے فروری ۱۹۴۵ء میں حکومت ہند نے سر ظفر اللہ کو ہندوستانی وفد کے قائد کی حیثیت سے کامن ویلتھ ریلیشنز کانفرنس میں بھجوایا تاکہ تقسیم

---

[1] ماخوذ، تاریخ احمدیت جلد دہم مولفہ دوست محمد قادیانی، ربوہ ص ۲۶۲

[2] انڈیا ڈیوائیڈڈ، از بابو راجندر پرشاد

کے مطالبہ کو سبوتاژ کیا جا سکے۔ اس کے بعد جب لارڈ ویول وائسرائے ہند، برطانیہ میں صلاح مشورہ کے لیے گئے اور ویول سکیم تیار کرنے کے لیے سخت دیر شروع ہوئی تو سر ظفر اللہ دوبارہ انگلستان گئے[1] اور وہاں دیگر امور کے علاوہ قادیانی سٹیٹ کے بارے میں بھی برطانوی مدبروں سے بات چیت کی۔ سکھوں اور قادیانیوں مزعومہ ریاستیں اس لیے نہ بن سکیں کیونکہ بعض جغرافیائی امور حائل تھے۔ قادیانیوں نے جس سٹیٹ کا نقشہ پیش کیا تھا۔ اس کی حیثیت چاروں اطراف سے گھرے ہوئے علاقہ ( ) کی سی تھی اور بین الاقوامی قوانین کی رو سے اس کا قیام مشکل تھا۔ وزیراعظم انگلستان مسٹر ایٹلی کے قانونی مشیر ہیرلڈ جے لاسکی کے پاس یہ سکیمیں پیش ہوئیں تاکہ وہ ایسی ریاستوں کے قیام کے امکانات کا جائزہ لیں۔ قادیانی اس بات پر بھی مصر تھے کہ قادیان کو الگ سٹیٹ بنا دینے سے برطانوی سامراج اس بفر سٹیٹ (Buffer State) کو ہندوستان اور پاکستان کے درمیان اپنے مخصوص مقاصد کے لیے استعمال کر سکتا ہے اور اس کی چاروں طرف سے گھری ہوئی حیثیت کو ختم کرنے کے لیے اسے ایک راستہ ( ) مہیا کر سکتا ہے۔ انگریز نے اس سکیم کو نہ مانا جس کی اور وجوہات کے علاوہ ایک کانگرس کی طرف سے تقسیم پنجاب کا مطالبہ تھا۔ اس مطالبہ کے منظور نہ ہونے کے بعد قادیانیوں نے تقسیم کے بعد کشمیر اور بعد میں بلوچستان کو قادیانی سٹیٹ بنانے کی سازش کی جس کی الگ تفصیل ہے۔ بلوچستان میں قادیانی سٹیٹ کی سازش کے بارے میں منیر انکوائری رپورٹ شاہد ہے۔

۱۹۴۷ء میں تقسیم پنجاب کی تحریک زور پکڑ گئی اور سکھوں اور کانگرس زعماء نے مطالبہ کر دیا کہ پنجاب کو تقسیم کر دیا جائے۔ سکھوں نے قادیانی ارادوں کو بھانپتے ہوئے مرزا بشیر احمد قادیانی، ابن مرزا غلام احمد کے پاس سردار دریام سنگھ ایم۔ ایل۔ اے بٹالہ کو بھیجا جنہوں نے قادیانیوں کو بعض شرائط پیش کی اور ان کی احمدی ریاست کو ایک حد تک تسلیم کر لیا۔[2]

---

[1] تاریخ احمدیت جلد دوم ص ۲۵۹

[2] الفضل ربوہ، ۲۱ اپریل ۱۹۵۵ء

مرزا بشیر احمد ایم اے نے الفضل ربوہ مورخہ ۱۲ اپریل ۱۹۵۵ء میں اس پر روشنی ڈالی سکھ قادیانیوں کے علاقہ قادیان اور اس کے مضافات دینے کو تیار تھے لیکن ظاہر ہے کہ اس قادیانی ریاست کو سکھ صوبے کے تحت رکھنا چاہتے تھے۔ پنجاب کی تقسیم کی صورت میں قادیانیوں کا سکھوں کے ساتھ مل کر رہنا ان کے مستقبل کے سیاسی، مادی اور تہذیبی مفادات کے خلاف تھا۔ البتہ وہ چاہتے تھے کہ پنجاب تقسیم نہ ہو اور ان کو قادیان میں ایک خود مختار ریاست بنانے کی اجازت مل جائے۔ سردار وریام سنگھ کی تجویز کے بارے میں زین العابدین ولی اللہ قادیانی، مرزا بشیر احمد قادیانی کے ایک مضمون پر اپنی تائیدی شہادت پیش کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:-

"اس سے قبل وہ (سردار وریام سنگھ) دو دفعہ ایسے وقت آئے جبکہ دفتر نظارت علیا متصل مسجد اقصٰے قادیان میں صدر انجمن کا اجلاس ہو رہا تھا اور انہوں نے دونوں موقعوں پر ممبران انجمن سے سکھوں کے ساتھ سمجھوتہ کرنے کی تحریک کی پہلی ملاقات میں انہوں نے مجملاً کہا کہ سکھوں کے ساتھ سمجھوتہ کیا جائے اور بتایا کہ وہ لیڈروں کی طرف سے بھیجے گئے ہیں۔ دوسری ملاقات میں وہ یہی تجویز لائے جس کا ذکر آپ (مرزا بشیر احمد) نے مفصل فرمایا ہے میں نہیں کہہ سکتا کہ صدر انجمن میں جو دو ملاقاتیں ان کی ہم سے ہوئیں۔ ان سے ملاقاتوں کے بعد آپ سے ملے یا کہ پہلے تین دفعہ قادیان میں اس غرض سے آئے کہ سکھوں کے ساتھ سمجھوتہ کیا جائے لیکن تین دفعہ ہی ان کو مایوس کیا گیا کہ مسلمانوں کو چھوڑ کر سکھوں سے کوئی سمجھوتہ نہیں کیا جا سکتا۔ اس واقعہ کا ذکر میں (ولی اللہ) اپنی بعض تحریروں میں بھی متعدد بار کر چکا ہوں۔" [1]

اس سے عیاں ہے کہ سکھوں اور قادیانیوں کے درمیان سردار وریام سنگھ کی معرفت ایک سمجھوتہ کرنے کی کوشش کی گئی لیکن بعض وجوہات کی بناء پر قادیانیوں نے اسے

---

[1] الفضل ربوہ، مورخہ ۱۲ مئی ۱۹۵۵ء، ص ۳

تسلیم نہ کیا سب سے بڑا خطرہ سکھ بالادستی کا تھا۔ قادیانیوں نے غیر منقسم پنجاب میں سکھوں کے ساتھ رہنے کے جو دلائل دیے وہ مندرجہ ذیل تھے:۔

۱۔ سکھوں اور مسلمانوں کے مذہبی اصول ایک دوسرے سے بہت مشابہ ہیں کیونکہ دونوں قومیں توحید کی قائل ہیں اور ماسٹر تارا سنگھ کا کہنا ہے کہ مذہبی اصولوں کے لحاظ سے سکھ مسلمانوں سے زیادہ قریب ہیں۔

۲۔ مسلمانوں اور سکھوں کا تہذیب و تمدن بہت ملتا جلتا ہے۔

۳۔ اقتصادی لحاظ سے دونوں قریب ہیں۔ دونوں کی اقتصادیات کا اسی فیصد حصہ محاصل اراضی اور فوجی پیشے اور ہاتھ کی مزدوری سے تعلق رکھتا ہے۔ [1]

یہ دلائل مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے۔ احمد نے دیئے ہیں اور پرزور انداز میں قیام پاکستان اور تقسیم ہند کی مخالفت بھی کی ہے۔ فرماتے ہیں:۔

"ہماری دلی خواہش تھی کہ کاش ہندوستان بھی ایک رہ سکتا، لیکن اگر ہندوستان کو مجبوراً بٹنا پڑا ہے تو کم از کم پنجاب تو تقسیم ہونے سے بچ جائے تاکہ اسے مسلمان بھی اپنا کہہ سکیں اور سکھ بھی اور اس کے اندر بسنے والے ہندو بھی اور شاید پنجاب کا خمیر آئندہ چل کر ہندوستان کو بھی باہم ملا کر ایک کر دے۔" [2]

درج بالا اقتباس صاف بتاتا ہے کہ قادیانیوں کے نزدیک اول تو ہندوستان کو تقسیم ہی نہیں ہونا چاہیئے اور اگر ایسا ہو تو پنجاب تقسیم نہ ہو اور اس کی عدم تقسیم کی بنا پر دوبارہ ہندوستان کو متحد کیا جائے۔ اب جب کہ پنجاب تقسیم ہو چکا ہے۔ اب قادیانی اس بات کے لیے بے قرار ہیں کہ یہ دوبارہ متحد ہو جائے اور وہ خدائی منشا کے مطابق قادیان جا سکیں۔

---

[1] تاریخ احمدیت جلد دہم۔ مؤلفہ دوست محمد قادیانی، ربوہ صفحہ ۳۰
[2] تاریخ احمدیت جلد دہم صفحہ ۳۷۹

تقسیم ہند کے خلاف اور سکھوں کے ساتھ دوبارہ ملنے کے بارے میں قادیانی خلیفہ مرزا محمود نے بھی ایک مضمون تحریر کیا جو الفضل قادیان ۱۹ر جون ۴۷ء کو تقسیم ہند سے دو ماہ قبل شائع ہوا۔ اس مضمون میں آپ نے سکھوں کو مشورہ دیا کہ وہ پنجاب تقسیم نہ ہونے دیں۔ آپ نے اس ضمن میں بہت سے دلائل دے کر سکھوں کو قادیانیوں سے اتحاد کرنے پر اکسایا ہے اور آخر میں ایک دعا ہے جس سے پاکستان دشمنی، تقسیم ہند کی مخالفت اور ہندوؤں اور سکھوں کے ساتھ دوبارہ ملنے کا پورا پورا ذکر ہے اور یہ وہ بنیاد ہے جس سے اس بات کو تقویت ملتی ہے کہ قادیانی سکھوں کے ساتھ اتحاد کر کے موجودہ پنجاب کی تقسیم کو ختم کرنا چاہتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ پنجاب ایک ہوا تو پورا ہندوستان ایک ہو جائے گا اور موجودہ تقسیم مٹ جائے گی۔ آپ دعا کرتے ہیں:-

"آخر میں میں (مرزا محمود) دعا کرتا ہوں کہ اے میرے رب! میرے اہل ملک کو سمجھ دے اور اول تو یہ ملک بٹے نہیں اور اگر بٹے تو اس طرح بٹے کہ پھر مل جانے کے راستے کھلے رہیں۔ اللھم آمین!" [1]

خاکسار مرزا محمود احمد امام جماعت احمدیہ قادیان

(۱۷ر جون ۱۹۴۷ء)

"پھر مل جانے کی خواہش" قادیانیوں کے دلوں میں چٹکیاں لے رہی ہے اور ہر قسم کی سازشیں کر کے مرزا محمود کی اس دعا کو پورا کرنا چاہتے ہیں۔ مرزا محمود نے اپنی ایک مجلس علم و عرفان منعقدہ ۱۴ر جون ۴۷ء میں بھی ایسے ہی خیالات کا اظہار کیا ہے فرماتے ہیں:-

"اس وقت ہندوستانیوں کے دلوں میں اس قدر بغض اور کینہ بڑھ چکا ہے کہ ملک کی تقسیم ناگزیر معلوم ہوتی ہے۔ گو میں ذاتی طور پر تقسیم کے خلاف ہوں لیکن موجودہ حالات میں میں سمجھتا ہوں کہ تقسیم ہو جانی چاہیئے۔ اس کے

---

[1] تاریخ احمدیت جلد دہم ص ۳۶۹

بغیر دلوں کی کدورت رفع نہیں ہو سکتی۔ جب بغض اور کینہ رفع ہو جائے گا تو ملک کی محبت پھر انہیں اکٹھا ہونے پر مجبور کر دے گی"۔ [1]

۲۰؍جون ۱۹۴۷ء کے الفضل میں مرزا بشیر احمد والد ایم ایم احمد کا ایک مضمون شائع ہوا جس میں آپ لکھتے ہیں:-

"ہم اس خواہش کے اظہار سے رک نہیں سکتے کہ کاش ہندوستان ایک رہ سکتا اور کاش پنجاب اب بھی ایک رہ سکے"۔ [2]

ان حوالوں سے صاف ظاہر ہے کہ قادیانی کسی مناسب موقع پر مسلمانوں کی کوتاہیوں سے فائدہ اٹھا کر، بین الاقوامی طاقتوں کے مہرے بن کر یا کسی اور سازش کو بروئے کار لا کر قادیان واپس جانے کے لیے سکھوں سے اتحاد کے خواہاں ہیں۔ قادیان واپس جانا ان کی زندگی کا مشن اور ان کا آخری منتہائے نظر ہے۔ مرزا بشیر احمد پاکستان بننے کے بعد الفضل لاہور میں ایک مضمون زیر عنوان "کیا ہم پھر واپس قادیان جائیں گے" میں مرزا غلام احمد کی ایک رویا درج کر کے قادیان واپس جانے کو الٰہی تقدیر بتاتے ہیں۔ اس کے بعد مرزا محمود کی ایک رویا بیان کرتے ہیں:

"چند ماہ کا عرصہ ہوا آپ نے ایک رویا بیان کیا تھا کہ مسٹر گاندھی آئے ہیں اور میرے ساتھ لیٹنے پر اصرار کرتے ہیں مگر میری طبیعت اس سے گھبراتی اور ناپسند کرتی ہے لیکن بالآخر ان کا اصرار دیکھ کر میں راضی ہو گیا ہوں اور گاندھی جی میرے ساتھ لیٹ گئے ہیں مگر ابھی شاید چند منٹ یا چند سیکنڈ ہی گزرے ہیں کہ وہ خود ہی اٹھ کر الگ ہو گئے ہیں۔ یہ علم تو خدا کو ہے کہ خواب کے یہ چند منٹ یا چند سیکنڈ ظاہری زمانہ کے لحاظ سے کتنا عرصہ ہیں مگر بہرحال خواب کا منشا یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ عرصہ لمبا نہیں ہے پس خدا کے فضل سے

---

[1] الفضل قادیان مورخہ ۵؍جون ۱۹۴۷ء صہ۳

[2] ایضاً ۲۰؍جون ۱۹۴۷ء صہ۴

امید رکھنی چاہیئے کہ ایک دو کوششوں کے بعد موجودہ رکاوٹیں دور ہو کر ان شاء اللہ قادیان کا رستہ کھل جائے گا اور اس کے بعد وہ زمانہ آئے گا، جسے حضرت مسیح موعود کے الہاموں میں احمدیوں کی فتح کا زمانہ کہا گیا ہے۔" [1]

جلسہ سالانہ ۱۹۴۷ء کے موقع پر مرزا محمود نے اعلان کیا۔

"ہمارا ایمان اور ہمارا یقین ہمیں بار بار کہتا ہے کہ قادیان ہمارا ہے۔ وہ احمدیت کا مرکز ہے اور ہمیشہ احمدیت کا مرکز رہے گا (ان شاء اللہ) حکومت خواہ بڑی ہو یا چھوٹی بلکہ حکومتوں کا کوئی مجموعہ بھی ہمیں مستقل طور پر قادیان سے محروم نہیں کر سکتا۔ اگر زمین ہمیں قادیان لے کر نہیں دے گی تو خدا کے فرشتے آسمان سے اتریں گے اور ہمیں قادیان لے کر دیں گے اور جو طاقت بھی اس راہ میں حائل ہوگی وہ پارہ پارہ کر دی جائے گی، وہ نیست و نابود کر دی جائے گی۔ قادیان خدا نے ہمارے ساتھ مخصوص کر دیا ہے اس لیے وہ ہمیں آپ قادیان لے کر دے گا۔ ان شاء اللہ" [2]

غرضیکہ ہر حال میں قادیان پہنچنا قادیانیوں کا جزو ایمان ہے اور اس کوشش میں وہ کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کر سکتے۔ ادھر سکھ ننکانہ صاحب اور دیگر مقدس مقامات لینے کے لیے بیتاب ہیں۔ گزشتہ ایام میں جب اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کرٹ والڈ ہیم ہندوستان آئے تو سکھوں نے انہیں ان مقدس مقامات کے بارے میں ایک میمورنڈم پیش کیا۔ قادیانیوں کی تحریروں اور مرزا غلام احمد اور ان کے خلفاء اور اکابر قادیان کے مضامین میں تقسیم ہند کی مخالفت، پاکستان دشمنی اور قادیان واپس جانے کی الٰہی تقدیر جیسے اشارات اور سکھوں کے سیاسی عزائم سے واضح ہے کہ پاکستان کی سالمیت کے خلاف سازش تکمیل پا چکی ہے۔ صرف مناسب موقع کا انتظار ہے۔ خدا پاکستان کو اپنی حفاظت میں رکھے!

---

[1] الفضل لاہور مورخہ ۷ر دسمبر ۱۹۴۷ء ص۴ [2] ایضاً مورخہ ۲۸ر دسمبر ۱۹۴۷ء ص۱